بیان شہادت حضرت حُر

ہر سنگ بنا لعل و گہر مہر علی سے	پارس نمط آہن ہوا زر مہر علی سے
روشن ہوئے خورشید و قمر مہر علی سے	ہے گردش اختر میں اثر مہر علی سے
گل خاک سے اور لعل ہوئے سنگ سے پیدا
اس مہر کا ہے فیض ہر اک رنگ سے پیدا

ہر سنگ کو یاقوت کیا مہر علی نے	قطرے کو شرف دُر کا دیا مہر علی نے
بخشی مہ و انجم کو ضیا مہر علی نے	خورشید کو بیعت میں لیا مہر علی نے
قطرے سے گہر، خار سے گل ہوتے ہیں پیدا
صدقے سے علی کے جزوکل ہوتے ہیں پیدا

لو مومنو، حر لشکر کفار سے نکلا	یہ نور وہی نور ہے جو نار سے نکلا
یاقوت چمکتا ہوا کہسار سے نکلا	دیں کفر سے، چاند ابر سے، گل خار سے نکلا
یہ شاہ ولایت کی ہدایت کا اثر ہے
حُر رات کو گمراہ تھا اس وقت خضر ہے

کیا آمد جبریل ہے مرغوب نبی کو	اب تک نہیں یہ آرزوئے عید کسی کو
کیا آمد سلماں ہے پسندیدہ علی کو	تفریح عجب ہوتی تھی احمد کے وصی کو
دیکھو تو ہراول کے خط لوح جبیں کو
اب ہے یہ خوشی آمد حُر کی شہ دیں کو

آواز مبارک کا ہے غل فوج خدا میں	آمد ہے ہراول کی سپاہ شہداء میں
تقریب ملاقات ہے سلطان و گدا میں	مصروف ہے حُر شکریۂ رب ھدیٰ میں
حق پشت پہ، بخت اوج پہ، اقبال کمک پر
سر شاہ کی تسلیم میں اور پاؤں فلک پر

جنت میں جہنم سے خدا لاتا ہے حُر کو جلوہ حق و باطل کا نظر آتا ہے حُر کو
تحسین خدا عرش پہ فرماتا ہے حُر کو رضواں بھی چمن خلد کا دکھلاتا ہے حُر کو
حُر نام ہے کیوں شہ کے غلاموں میں تو حُر ہے
داخل ہے غلاموں میں جہنم سے یہ حُر ہے

جبریل صفت وحی خدا کو نہیں لایا پر حُر بھی ہے اللہ کا بھیجا ہوا آیا
گر وحی نہیں پائی تو الہام ہے پایا واں سدرہ کا سایہ، یہاں زہرہ کا ہے سایہ
جبریل امیں یہ نہیں پر سدرہ نشیں ہے
رضواں نہیں پر مالک فردوس بریں ہے

سلمان کا اور حُر کا شرف ایک ہے پریاں پہلے تھا غلام ایک یہودی کا وہ ذی شاں
پر، دے کے یہودی کو زرِ قیمت سلماں سلماں کو پیمبر نے لیا اور دیا ایماں
اللہ رے شرف حُر سعید ازلی کا
یہ بندۂ بے زر ہے حسین ابنِ علی کا

ہیں دست کشادہ پئے حُر سید آفاق یعقوب ہم آغوشیٔ یوسف کا ہے مشتاق
خورشید کو ذرے کی جدائی ہوئی ہے شاق واں کوشش طاعت ہے یہاں جوشش اخلاق
دریا کی طرف چاہ تو قطرے کی عیاں ہے
یاں بحر امامت بھی سوئے قطرہ رواں ہے

لفظ و معنی

سنگ	۔	پتھر
لعل و گہر	۔	ہیرا اور موتی
شہادت	۔	خدا کی راہ میں لڑتے ہوئے جان دینا
حُر	۔	آزاد، میدان کربلا میں ایک نیک شخص کا نام ہے۔
آہن	۔	لوہا
نمط	۔	رنگین فرش یا بچھونا
خورشید	۔	سورج

ـ چاند

ردش اختر ـ ستارے کی گردش

ں ـ فائدہ

ف ـ عزت

ں ـ ایک ہیرے کا نام

رت ـ ایک ہیرے کا نام

روانجم ـ چاند اور تارے

ء ـ روشنی

ں ـ پھول

ر ـ کانٹا

عید ـ نیک بخت

ل ـ ہمیشہ

یاں ـ ظاہر

رامامت ـ امامت کا سمندر

واں ـ چلتا ہوا

اعت ـ فرمانبرداری

اق ـ صدمہ، ناقابلِ برداشت

شتاق ـ شوقین

ست کشادہ ـ پھیلا ہوا ہاتھ

بےزر ـ بغیر روپیہ کا

ی شان ـ شان والا

ندرہ ـ ساتویں آسمان کے اوپر ایک درخت کا نام ہے

تحسین ـ تعریف

لد ـ جنت

رضوان - داروغۂ جنت کا نام ہے

پشت - پیٹھ

بخت - تقدیر

اوج - ترقی

فلک - آسمان

لوحِ جبیں - پیشانی کی تختی

مرغوب - پسندیدہ

آپ نے پڑھا

- اردو مرثیہ کے ارتقا میں مرزا سلامت علی دبیر کی خدمات قابل قدر ہیں۔ یہ مرثیہ میدان کربلا سے متعلق ہے۔ مرثیہ میں ایک نیک روح حُرؔ کی شخصیت کو ابھارا گیا ہے۔ مرثیہ نگار مرزا دبیر نے اس حقیقت کو بھی واضح کیا ہے ایمان نعمت خداوندی ہے اور خدا جس کو جس وقت ہدایت دے دے۔ اس ضمن میں حُر خوش قسمت تھا کہ آیا تھا کی فوج میں اور عین وقت پر خدا نے اسے ہدایت دی اور میدان کربلا میں حضرت امام حسینؓ کی فوج میں شامل شہادت کا عظیم درجہ پایا۔

آپ بتایئے

1. دبیر کی پیدائش کب اور کہاں ہوئی؟
2. دبیرؔ کے والد کا کیا نام تھا؟
3. دبیرؔ کس صنف شاعری کے لیے مشہور ہیں؟
4. دبیرؔ کس مشہور شاعر کے ہم عصر رہے ہیں؟
5. دبیرؔ کی وفات کب ہوئی؟

مختصر گفتگو

1. فن مرثیہ کا مختصر تعارف پیش کیجیے۔
2. دبیرؔ کے دلی سے لکھنو آنے کا مختصر احوال بیان کیجیے۔

3. حُر کے بارے میں پانچ جملے لکھیے۔

4. زیرِ نصاب مرثیہ میں شہ دین سے کیا مراد ہے؟ مختصراً تحریر کیجیے۔

تفصیلی گفتگو

1. فنِ مرثیہ کی ابتدا اور ارتقا پر روشنی ڈالیے۔

2. مرزا سلامت علی دبیرؔ کی مرثیہ نگاری پر روشنی ڈالیے۔

3. زیرِ نصاب مرثیہ کا مرکزی خیال پیش کیجیے۔

آئیے، کچھ کریں

1. اپنے استاد سے واقعاتِ کربلا اور شہادت امام حسینؓ کے بارے میں واقفیت حاصل کریں۔

2. طلبہ کے ساتھ مل کر میدانِ کربلا، یزیدی افواج اور حُر کی شخصیت پر ایک مذاکرہ منعقد کیجیے۔

شاد عظیم آبادی

شاد عظیم آبادی کا پورا نام سید علی محمد تھا۔ شاد تخلص کرتے تھے۔ خان بہادر خطاب تھا۔ شاد کی پیدائش اپنے ننیہال پٹنہ (عظیم آباد) کے محلہ پورب دروازہ میں جنوری 1846 میں ہوئی۔ والد کا نام سید عباس مرزا تھا جو عظیم آباد کے عالی خاندان اور رؤسا میں شمار ہوتے تھے۔ پانچ سال کی عمر میں شاد کے مکتب کی ابتدا ہوئی اس کے بعد اپنے دادیہال محلہ حاجی گنج چلے آئے۔ یہ خاندان بھی عظیم آباد میں معزز و ممتاز سمجھا جاتا تھا۔ نو سال کی عمر میں شاد نے عربی پڑھنا شروع کیا شاد کے اساتذہ میں وزیر علی عبرتی کا نام لیا جاتا ہے۔ سن شعور کو پہنچنے کے بعد شاد اردو شاعری کی طرف متوجہ ہوئے اور اس وقت کے استاد شاعر سید شاہ الفت حسین فریاد سے اصلاح لینے لگے۔ فریاد کی شاگردی پر شاد کو فخر تھا۔

آپ کے علمی کمالات اور اعلیٰ ادبی خدمات کے صلہ میں برٹش گورنمنٹ نے آپ کو 1889 میں 'خان بہادر' کے خطاب سے نوازا۔ 8/جنوری 1927 کو 81 سال کی عمر میں شاد عظیم آبادی کا انتقال ہوگیا۔

شاد کا شمار اردو کے ممتاز ترین شعرا میں ہوتا ہے۔ بحیثیت غزل گو بھی ان کا شمار چند منتخب غزل نگاروں میں ہوتا ہے جب کہ شاد کے مراثی غزلوں کے علاوہ ہیں۔ ان کی شاعرانہ عظمت کو ثابت کرنے کے لیے صرف اتنا کافی ہے کہ کلیم الدین احمد جیسے ناقد نے اردو شاعری کی مثلیث میں میرؔ اور غالبؔ کے ساتھ شادؔ کو بھی شامل کیا ہے۔ شاد کا شاعرانہ تفکر حیات و کائنات کی تفہیم سے متعلق ہے۔ جس میں تصوف کی تہہ داریاں اور عمومی زندگی کی روشیں شامل ہیں لیکن ان کے برتاؤ میں شاد کے یہاں الفاظ کی نشست و برخاست عمومیت نہیں رکھتی بلکہ وہ ان کے استعمال میں ایک ایسی جدلیاتی قوت کا مظاہرہ کرتے ہیں کہ وہ سب کے سب معنی آفرینی کی نئی دنیا آباد کرتے ہیں۔ مختصر یہ کہ اگر شہر عظیم آباد کو شاعری کا ایک دبستان تسلیم کرلیا جائے تو اس دبستان کے سب سے بلند قامت شاعر شاد عظیم آبادی ہی ہوسکتے ہیں۔